اردو صحافت کی بدلتی قدریں-لمحۂ فکریہ

از: مولانا محمد مجیب الرحمٰن دیودرگی
استاذ دارالعلوم حیدرآباد

ملک بھر سے بڑی تعداد میں اردو اخبارات نکلتے ہیں، کتنے ہی روز نامے، کتنے ہی سہ روزہ اخبار، کتنے ہی ہفت روزہ؛ لیکن کتنے اخبارات ایسے ہیں جو عریانیت سے محفوظ ہیں؟ ایسے ہی اخبارات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ چند ہی گنتی کے اخبارات ہیں جو اس لعنت سے محفوظ ہیں، ورنہ اکثر اخبارات عریانیت کی لپیٹ میں آچکے ہیں،اور اپنے اخبارات پر عریاں تصاویر کی اشاعت میں انھیں کوئی جھجک نہیں، فحش مناظر کے پیش کرنے میں انھیں کوئی عار نہیں، فحش خبروں کی اشاعت میں انھیں کوئی مانع ورکاوٹ نہیں۔

صحافت درحقیقت حق کو ثابت کرنے باطل کو ختم کرنے کا مؤثر ہتھیار رہے، اس کے ذریعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی بڑی حد تک ادا کیا جاسکتا ہے، اپنی بات عوام تک پہنچانے کا بہترین وسیلہ ہے۔ اپنے افکار وخیالات سے عوام کو آگاہ کرنے کا بہترین آلہ ہے، باطل کے خلاف منظّم محنت کا وسیع عملی میدان ہے، الکٹرانک میڈیا سے پھیلنے والے زہر کے خاتمہ کا بہترین ذریعہ ہے؛ لیکن ادھر کچھ دنوں سے اردو صحافت سوقیانہ پن کا شکار ہوتی جارہی ہے، حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کئی اخبارات تو وہ ہیں جو مذہبیت کے دعویدار ہیں اور قوم میں عقل وشعور پیدا کرنے اور دین سے قریب کرنے کی جد وجہد کرتے ہیں؛ لیکن وہ بھی مال ودولت کی حرص میں اس زہر آلود عریانیت سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

اہلِ اسلام کا ایک طبقہ وہ ہے جو ''ٹی وی'' کے زہر آلود اثرات سے دور ہے؛ جن کے خبریں جاننے کا ذریعہ عموماً اخبار ہی ہے، یہ افراد الکٹرانک میڈیا کے زہر اور عریانیت کے سیلاب سے محفوظ رہنے کی جد وجہد کر رہے ہیں؛ لیکن افسوس جب وہ خبروں کو جاننے کے لیے احوال کے علم کے لیے اخبارات ہاتھ میں لیتے ہیں تو یہ اردو اخبار بھی نیم برہنہ اور عریاں تصاویر شائع کرکے ان کا دل

چھلنی کر جاتے ہیں اور انھیں یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ کیا ہم اب اردو اخبار بھی خریدنا بند کردیں؟ اخبارات کا مطالعہ عموماً سنجیدہ قسم کے افراد ہی کرتے ہیں جو اس طرح کی تصاویر ہرگز پسند نہیں کرتے، گندہ معاشرہ تو گندہ ہی ہے؛ لیکن یہ بے حیائی کے نظارے پاکباز افراد کو بھی گندگی پر آمادہ کرتے ہیں، عریاں تصاویر کی اشاعت صرف اشتہارات تک ہی محدود نہیں؛ بلکہ بعض دفعہ ماڈل گرلس اور بعض دفعہ اداکاروں کی عریاں تصاویر بھی شاملِ اشاعت کی جاتی ہیں، یہ درحقیقت ذمہ داروں کے ذوق کی عکاسی کرتی ہے، نہ تو ان تصاویر کی اشاعت سے قارئین کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ان تصاویر کی پیشکش سے بازاروں میں اخبار کی اہمیت بڑھتی ہے؛ بلکہ بلاوجہ اس کے ذریعہ اپنے اخبار کو گندہ کیا گیا، نہ ہی عریاں تصاویر کی اشاعت توسیع اخبار کے لیے ضروری ہے اور نہ ہی عریاں اشتہارات کی اشاعت بقاءِ اخبار کے لیے ناگزیر، اس کے باوجود اس کا سہارا لیا جاتا ہے تو یہ سوچنا پڑے گا کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ جس طرح اشتہارات سے حاصل شدہ رقوم کے مالکینِ اخبار محتاج ہوتے ہیں، ویسے ہی مشتہرین بھی ان اخبارات ہی کے محتاج ہوتے ہیں پھر بھی جو طرزِ عمل اپنایا جاتا ہے سمجھ سے بالاتر ہے، جب کوئی اخبار مکمل دینی روح سے آراستہ نہیں ہوسکتا تو اسے مکمل طور پر دینی جذبہ سے خالی بھی نہیں ہونا چاہیے، اگر کوئی روزنامہ ۱۰/ کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے تو اوسطاً ہر اخبار کے پڑھنے والے پانچ شمار کیے جائیں تو اس بے حیائی کا شکار کتنے آدمی ہونگے، اگر کوئی روزنامہ ۵۰/ ہزار کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے، اس سے بے حیائی کا شکار کتنے افراد ہوں گے؟ جتنے افراد شکار ہوں گے، جتنے افراد ان عریاں تصاویر کا مشاہدہ کریں گے ان کا وبال ذمہ داروں کے سر ہوگا؛ کیونکہ انھوں نے گناہ کے لیے دعوتِ نظارہ دیا ہے۔

اپنے قارئین کی تعداد اپنے اخبار کی تعداد بڑے ذوق وشوق سے ظاہر کی جاتی ہے، فخریہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے، کبھی اپنے اخبار کی بے حیائی سے متاثرین کی فہرست بھی دی جائے، کبھی اس بے حیائی کے شکار افراد کو بھی شمار کروایا جائے، بعض اردو اخبارات کے ذمہ داروں کی حس تو اتنی مردہ ہوچکی ہے کہ وہ ماہِ رمضان میں بھی عریاں تصاویر اور فحش اشتہارات سے نہیں چوکتے نیز بے حیائی کے فروغ کے لیے جس راہ اور جس زبان اور جس طریقۂ کار کا انتخاب کیا گیا وہ انتہائی غلط ہے، اردو جیسی شریف اور مہذب زبان کو انھوں نے عریاں صحافت کے ذریعہ داغدار کرنے کی سازش رچی ہے، عریاں لٹریچر کی اشاعت کے لیے اور بھی زبانیں اور بھی طریقۂ کار تھے؛ لیکن جس مہذب زبان

کا انھوں نے سہارا لیا یہ خود جرمِ عظیم ہے، ایک طرف اردو کے فروغ کے دعوے دار ہیں، دوسری جانب اردو کیساتھ یہ گھناؤنا مذاق؟ بالکل یہی حال؛ بلکہ اس سے بڑھ کر جرمِ عظیم عربی زبان کیساتھ ہو رہا ہے، فواحش کی اشاعت کے لیے عربی زبان کا سہارا لیا جا رہا ہے، جو قرآن کریم کی زبان ہے جو اہلِ جنت کی زبان ہے جو وسیع ترین عالمی زبان ہے، ایک طرف مدیرانِ اخبار ادارتی صفحات میں مذہبی مضامین کو ضرور جگہ دیتے ہیں جو مغربی تہذیب کے خلاف ہو اور دیگر مواقع پر فلمی تہذیبی جھلک کہہ کر مغربیت پیش کرتے ہیں تو اس طرح کی دوغلی پالیسی سے کیا فائدہ؟

ایک جانب اخبارات اخلاقی اقدار کی پامالی کے مرتکب ہیں تو دوسری جانب بہت سے رسائل بھی اپنے رسائل سے اخلاقیات کا جنازہ نکال رہے ہیں، کئی رسائل جو مذہبیت کے حامی ہیں، قوم کی تعمیر کے دعویدار ہیں، ملت کی اخلاقی زبوں حالی پر ماتم کناں ہیں؛ لیکن کیا قوم کی تعمیر فحش مناظر اور فحاشی وعریانیت سے لبریز خبروں سے کرنا جائز ہے؟ کئی رسائل اب بھی فلمی تہذیب وتمدن کی جھلکیں پیش کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے، الغرض! اردو جیسی مہذب زبان کا استعمال فحش خبروں کی ترسیل اور فحاشی وعریانیت کے لیے کسی بھی درجہ میں درست نہیں، اولاً تو فحاشی کا فروغ ہی قابلِ مواخذہ ہے تو اس فحاشی سے اردو کو داغدار کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

اللہ تعالیٰ سورۂ نور میں فرماتے ہیں: بلا شبہ اہلِ ایمان میں سے جو لوگ فحش چیزوں کی اشاعت کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے (النور:۱۹) آیتِ کریمہ میں فحش خبروں کی اشاعت کو موردِ طعن وموردِ ملامت قرار دیا گیا، فحش خبروں اور فحش گفتگوں سے برائی کچھ پھیلتی ہے، برائی کا شیوع ہوتا ہے، فحش تصاویر کی اشاعت تو عوام کو برائی پر آمادہ کرتی ہے، ہیجان انگیز عریاں تصاویر گناہوں پر برانگیختہ کرتی ہیں، فحش تصاویر کی اشاعت کا جرم خبروں کی اشاعت سے بڑھا ہوا ہے۔ مذکورہ آیتِ کریمہ کی تفسیر میں وھبہ زحیلی فرماتے ہیں:

''یہ بہترین نظام ہے جس سے کئی فوائد ہیں عوام میں فحش چیزوں کی اشاعت عوام کو گناہ پر آمادہ کرتی ہے اور گناہ میں پڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محض فحش چیزوں کی اشاعت کی محبت عذاب کے لاحق ہونے کے لیے کافی ہے، اور جو عملی طور پر اس میں شریک ہوں ان کا جرم تو بہت بڑھا ہوا ہے اور عقاب بھی ہے۔'' (تفسیر منیر ۱۸/۱۸۲)

اسی طرح مولانا عبدالماجد دریا آبادی رقمطراز ہیں:

''قرآن کریم نے اس آیت کے ذریعہ امت کو ایک مستقل دستور العمل قیامت تک کے

لیے پاکیزہ معاشرہ دیا ہے، اسلامی معاشرے میں گندے شہوانی تذکروں اور چرچوں کی جڑ ہی کاٹ دی؛ لیکن مقدم آیت کے عموم میں وہ تمام افعال وحرکات داخل ہیں جو امت کے معاشرے میں براہِ راست یا بالواسطہ کسی طرح بھی بے حیائی، شہوانیت، بدچلنی کے زندہ رہنے کا سبب بنتے ہیں، خواہ ان کا نام آرٹ کی سرپرستی یا کلچر کی ترقی ہی کیوں نہ رکھ دیا جائے۔'' (تفسیر ماجدی ۴۴۶/۳)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک ایسی قوم کو جانتا ہوں جو سینوں کو پیٹ رہے ہوں گے، جس کے مارنے کی آواز اہلِ جہنم بھی سنیں گے، ان میں ایک طعنہ زن ہے اور وہ افراد ہیں جو لوگوں کے عیوب تلاش کرتے ہیں اور پردہ دری کرتے ہیں اور ان فحش چیزوں کی اشاعت کرتے ہیں جو ان میں نہیں۔ (تفسیر کبیر ۲۷۹/۱۱ شاملہ)

الغرض اردو اخبارات کے مدیران اور اس کے ذمہ داران سے ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ وہ اپنے اخبارات سے عریانیت وفحاشیت کا مکمل خاتمہ کریں اور ایسی خبریں جس سے فواحش کا فروغ ہو، ان کی اشاعت سے باز رہیں، اسی طرح ایسے مناظر جن سے فواحش کو بڑھاوا ملے انھیں شائع کرنے سے مکمل اجتناب کریں اور عریاں اشتہارات سے گریز کریں، مدیران سے ہماری پرخلوص گزارش ہے کہ وہ اپنے اخبار میں دینی روح باقی رکھنے کی سعی جدوجہد کریں، اپنے اخبارات کا مطمحِ نظر صرف کمائی یا ریاکاری ونام نمود نہ رکھیں؛ بلکہ اس سے درحقیقت امر بالمعروف نھی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنے اخبارات کے ذریعہ زرد صحافت کا تعاقب کریں، اپنے اخبار کے ذریعہ دعوتِ دین کا اہم اور بنیادی فریضہ انجام دیں، قارئینِ اخبار کی ذمہ داری ہے کہ وہ مراسلتی خطوط کے ذریعہ فواحش کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کریں، ان فواحش پر بند لگانے کا مطالبہ کریں، ان فواحش سے ہونے والے نقصانات سے آگاہ کریں اور انھیں یہ اطلاع دیں کہ اردو صحافت عریانیت کے تعاقب کے لیے ہے، نہ کہ عریانیت کے فروغ کے لیے، اگر انھیں عریانیت کے فروغ کے لیے استعمال کیا گیا تو زرد صحافت کا تعاقب کون کرے گا؟ ان اخبارات کے ذریعہ مکمل اسلامی روح پیش کرنے کا اہتمام کریں، اربابِ حل وعقد کی ذمہ داری ہے کہ ان ذمہ دارانِ اخبارات سے مؤثر نمائندگی کرتے ہوئے عریانیت کا خاتمہ کرنے کا مطالبہ کریں، انھیں آگاہ کریں کہ تصاویر سے نسلِ نو پر برے اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

❁ ❁ ❁